ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7 منٹ

وَرتاوا

اللہ تعالی قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ (اعراف:158)

اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اِس خاک سے

معزز سامعین! مجھے آج ایک اہم لفظ "وَرتاوا" کے بارے میں کچھ کہنا ہے۔ رسم ورواج اور بدرسوم کے متعلق اسلامی اور جماعتی لٹریچر میں بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے اور مختلف پُرکشش عناوین باندھ کر لکھا اور بولا بھی جا چکا ہے جیسے گلے کا طوق، کاندھوں پر بوجھ، گردن کی زنجیریں، ایک جہاد، دین میں نئی باتوں کی ایجاد سے بچو، ناک اونچی رکھنا، ناک نہ کٹے، لوگ کیا کہیں گے وغیرہ وغیرہ۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر اِسے "ورتاوا" کا نام دیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

"کئی قسم کی رسمیں اور بدعتیں ہیں جن کے کرنے کے لئے عورتیں، مردوں کو مجبور کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اگر اس طرح نہ کیا گیا تو باپ دادا کی ناک کٹ جائے گی۔ گویا وہ باپ دادا کی رسموں کو چھوڑنا پسند نہیں کرتیں۔ کہتی ہیں کہ اگر ہم نے رسمیں نہ کیں تو محلہ والے نام رکھیں گے لیکن خدا تعالیٰ ان کا نام رکھے تو اس کی ان کو پرواہ نہیں ہوتی۔ محلہ والوں کی انہیں بڑی فکر ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ انہیں فاسق اور کافر قرار دے دے تو اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا، کہتی ہیں یہ **"ورتاوا"** ہے اسے چھوڑ نہیں سکتیں حالانکہ قائم خدا تعالیٰ کا وہی "ورتاوا" رہے گا باقی سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔"

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ 38)

سامعین! آگے بڑھنے سے قبل اِس ارشاد میں بیان دو امور کا احاطہ کرنا ضروری ہے۔ اوّل بدرسوم بجالانے کا کاروبار عورتوں کا ہے جو خاندان کے مَردوں کو اِن غیر اسلامی حرکات اور افعال پر مجبور کرتی ہیں اور دوم بدرسومات کو "ورتاوا" کہہ کر بہانے تلاش کرتی ہیں۔

"ورتاوا" ہے کیا؟ یہ کس بلا کا نام ہے؟۔ یہ لفظ اردو میں بہت کم مستعمل ہے۔ یہ لفظ پنجابی، سرائیکی، سنسکرت اور کچھ دیگر علاقائی زبانوں سے اردو میں آیا ہے۔ فارسی میں بھی ورد یا وارد کے الفاظ بھی اِسی لفظ "ورتاوا" اور اِس کے معنوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں۔ پیش آنا، واقع ہونا اور روٹین کے کاموں میں سے ایک کام ہے جیسے فیشن اور رواج وغیرہ۔ جبکہ اسلام اِن حرکات سے نہ صرف لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے بلکہ اِن سے نفرت کا یہاں تک اظہار کرتا ہے کہ اِن حرکات کرنے والوں یا کرنے والیوں کو جہنم کی آگ کی تنبیہ کرتا ہے۔ مسلمانوں کی اپنی ایک پہچان اور الگ سے شناخت ہے۔ اُنہیں اِن قباحتوں، گناہوں سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

مَیں چند دن قبل ایک ویڈیو دیکھ رہا تھا جس میں بحر اوقیانوس اور بحرُ الکاہل مل رہے ہیں۔ ایک کا رنگ کلیجی نما اور دوسرے کا رنگ نیلگوں ہے وہ آپس میں ایک دوسرے سے Mixup ہونے کی پوری کوشش کے باوجود ایک دوسرے کو دھکیل کر الگ کرتے دکھائی دیتے ہیں اور اپنی اپنی شناخت برقرار رکھ رہے ہیں کیونکہ وہ دونوں سمندر اپنے اپنے درجہ حرارت، نمکیات اور کثافت میں فرق ہونے کے باوجود کوشش کے نہیں مل رہے اِسی طرح ہماری اقدار، ہماری روایات، ہماری ثقافت، ہمارا کلچر، ہماری جڑیں اور ہماری سوچ دوسروں سے مختلف ہے۔ ہم یا ہماری عورتیں اِسے کیوں "ورتاوے" کا نام دے کر دوسروں سے Mixup ہوتی اور گناہ کمانے کا موجب بنتی ہیں۔

اب تو جب سے دنیا گلوبل ویلیج بنی ہے اور ایک ملک سے دوسرے ملک، ایک علاقے سے دوسرے علاقے اور ایک کلچر سے دوسرے کلچر میں جانے کا اکثر لوگوں کو اتفاق ہو رہا ہے تو یہ چیز دیکھنے کو مل رہی ہے کہ اِن غیر مسلم قوموں نے معاشرے میں بہتر وجود بننے کے لئے اسلامی روایات کو اپنا لیا ہے جبکہ ہم مسلمان دوسروں کو خوش رکھنے کے چکروں میں اپنی چال ہی بھولتے جا رہے ہیں۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ کسی نے اسلام کو دیکھنا ہو تو مغربی ممالک کا رُخ کرے اور مسلمانوں سے ملنا مقصود ہو تو مسلمان ممالک میں جا کر دیکھ لے۔

سامعین! قرآنِ کریم میں رسم و بدعت کے حوالے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے جس کی مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر تلاوت کر آیا ہوں جس میں آپؐ کے متعلق کہا گیا کہ انسانوں کے بوجھ اُتارتا ہے اور ان کی گردنوں سے ایسے طوق دُور کرتا ہے جنہوں نے انہیں باندھ رکھا تھا اور انہیں روحانی ترقی و ذہنی آزادی سے روک رکھا تھا۔ بد رسم و بدعت اُس عمل کو کہتے ہیں جس کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے۔ جس کا کرنا آپؐ کے خلفاء رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہوتا ہو اور جو انسان اس لئے نہ کرتا ہو کہ اس کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کے باپ دادا یہ کام کرتے چلے آئے ہیں اور اس کے کرنے کی غرض خود نمائی اور اپنی برادری اور کنبہ میں اپنی ناک اونچی کرنا ہو۔ مذہب کا مرکزی نکتہ توحید ہے یعنی انسان کی پوری توجہ اس کی عبادت، اس کے بندوں سے تعلقات، رشتہ داریوں کا نبھانا، مرنا جینا سب اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو، جب انسان توحید کے اس مقام سے جہاں اس کے لئے قائم ہونا ضروری ہے ذرا سا پیچھے ہٹتا ہے تو مختلف رسومات میں گرفتار ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ بدعات اور رسومات کے جال میں ایسا پھنستا ہے کہ شرک کرنے پر اُتر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنا سنت ہے اور اس کو چھوڑ کر کوئی اور طریق اختیار کرنا بِدعت ہے۔

ایمان اس بات کا نام ہے کہ ہم خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہر بات کو مانیں ۔ خدا تعالیٰ کی ہر بات کو دل سے تسلیم کریں اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ اعلان کر رہے ہوں۔

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

خدا تعالیٰ نے ایک طرف تو لازمی عبادات رکھ کر ہمیں جنت کی بشارت دی ہے تو دوسری طرف ہمیں ایسی باتوں سے رکنے کا حکم بھی دیا ہے جو ہمارے ایمان کو کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑا امتحان ہے کہ اِس آخری زمانے کے لہو و لعب میں زندگی کیسے گزاری جائے جس میں ابلیس اپنے تمام تر حربوں اور ساز و سامان سے لَیس ہو کر انسانیت کے راستے میں آن کھڑا ہوا ہے۔ لوگوں نے دین میں طرح طرح کی باتیں داخل کر لی ہیں جن کا ہمارے دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ایسے میں ہمیں قرآن کریم اور احادیث سے بہترین راہنمائی ملتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کے بارہ میں فرمایا ہے:

دین میں نئی باتوں کی ایجاد سے بچو کیونکہ ہر نئی بات جو دین کے نام جاری ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔

(ترمذی کتاب العلم)

پھر فرمایا کہ

جس نے ہمارے اس شریعت میں کوئی نئی بات داخل کی جو اس میں نہیں تو وہ رد کر دینے کے قابل ہے۔

(بخاری کتاب الصلح)

پھر سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ دشمنی ہے اُن میں سے ایک وہ شخص ہے جو مسلمان ہو کر جاہلیت کی رسموں پر چلنا چاہے۔

(بخاری کتاب الدیات)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کے مطابق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریق ہے اور بدترین باتیں، رسمیں اور بدعتیں ہیں اور ہر رسم اور بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت آگ میں ہے۔

(سنن النسائی: کتاب صلاۃ العیدین باب کیف الخطبۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا... وہ نبی جو بموجب اس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 97)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دنیا شرک، گمراہی اور ضلالت میں گھری ہوئی تھی۔ بُت پرستی کے ساتھ ساتھ ہزاروں قسم کے رسومات کے پھندے ان کے گلوں میں پڑے ہوئے تھے۔ ہزاروں درود سلام اُس محسنِ انسانیت پر جس نے ساری دنیا کو شرک سے پاک کر دیا۔ ہزارہا سال کے پھندے جو ان کی گردنوں میں پڑے تھے وہ نکال کر پھینک دیئے اور سب قسم کی بُرائیوں سے پاک کر کے خدائے واحد کے آگے ان کا سر جھکا دیا۔ وہ خدا کے پرستار ہو گئے اور اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھنے لگ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ظلمت کدہ میں منادیٔ نور بن کر دنیا کو روشن کیا۔ اندھیروں میں ہدایت کی شمع جلی، جہالت کے بادل چھٹے اور علم و امن کی برکھارِم جھِم برسی۔ آپؐ ہی وہ معجزہ تھے جن کے دم قدم سے چراغِ زیست کو نئی سحر نصیب ہوئی، جہنم کے کنارے پر کھڑے لوگوں کا رُخ فردوسِ بریں کی طرف مڑا، ایمان کے جاں فزا جھونکے چلے اور جنت کی راہیں ہموار ہوئیں۔

جب عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر دل میں جاگزیں ہو تو احکامِ الٰہی کی تعمیل اور سیرت نبویؐ کی پیروی عاشق کے رگ و ریشہ میں سما جاتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے والہانہ عشق و محبت سے سرشار ہو کر بدعات و رسومات کے طوق گلوں سے اُتارے۔ صحابہ کرامؓ نے اطاعت اور فدائیت میں وہ نمونے دکھائے کہ جیتے جی اللہ تعالیٰ سے پروانہ خوشنودی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (البینۃ:9) کا سرٹیفکیٹ ان کو دیا گیا۔

اسلامی تعلیمات نے صحابہ کرامؓ کے عقائد بدل دیے، منزل بدل ڈالی، معاشرت بدل ڈالی، ظاہر بدل ڈالا، باطن بدل ڈالا، انسان بدل ڈالا۔ دنیا عجیب عجیب نظارے دیکھ رہی تھی، حیران کُن نظارے۔ شراب پینے والے راتوں کے عابد بن چکے تھے۔ بچیوں کو زندہ گاڑنے جیسی بُری رسم کے پیچھے چلنے والے بیٹی کی پیدائش کو اللہ کی رحمت سمجھنے لگ گئے اور زمانہ جاہلیت میں ماؤں کو ورثہ میں تقسیم کرنے اور سوتیلی ماؤں سے نکاح کرنے والے اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ کے مطابق جنت کی تلاش کرنے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

صَادَفْتَهُمْ	قَوْمًا	كَرَوْثٍ	ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ		كَسَبِيْكَةِ	الْعِقْيَانِ

تُونے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا تو تُونے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔

صحابہ کرامؓ کی مثالیں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، آج بھی اگر ہم اُن کی پیروی کریں تو سینوں میں عشقِ رسولؐ کی شمع فروزاں ہو سکتی ہے۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ يُقِيْمُ النَّاسَ عَلٰى مِلَّتِيْ وَشَرِيْعَتِيْ

(بحار الانوار جلد 31 صفحہ 71)

کہ مہدی لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہمیں چاہیے کہ اپنی نگاہِ بصیرت تیز کریں اور چشم تصور سے لوح دل پر صحابہ کے پاکیزہ عشق کا نقشہ اُتاریں اور بدعات و رسومات کے طوق گلوں سے اُتار دیں۔ اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کریں کہ اگر ہم نے زمانے کے پیچھے چلتے ہوئے یہ بدرسم نہ کی تو دنیا کیا کہے گی یا ہماری ناک کٹ جائے گی۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے کا ایک یہی طریق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی فرمانبرداری کی جاوے۔ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں... رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف مخالفت ہی نہیں بلکہ ان کی ہتک بھی کی جاتی ہے اور وہ اس طرح سے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر کافی خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیوں ضرورت پڑتی۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 316)

سامعین! اب آپ کے سامنے خلفائے احمدیت کے ارشادات رکھنے جا رہا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ جہیز کی بدرسم کے خلاف فرماتے ہیں:

”ہم نو بہن بھائی تھے۔ مَیں اپنے تمام بہن بھائیوں سے چھوٹا ہوں..... ہم سب بہن بھائی الحمدللہ پڑھے لکھے تھے۔ ہماری بہنیں بھی خوب لکھ پڑھ سکتی تھیں۔ ہمارے باپ علم کے بڑے ہی قدر دان تھے۔ جب ہماری سب سے بڑی بہن کی شادی ہوئی تو ہمارے باپ نے جہیز میں سب سے اوپر قرآن شریف رکھ دیا اور کہا کہ ہماری طرف سے یہی ہے۔“

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین صفحہ 193)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رسومات اور بدعات کو انسانی پاؤں کی زنجیر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”وہ زنجیر کیا ہے؟ وہ رسوم ہیں جن کا تعلق قوم کے ساتھ ہوتا ہے مثلاً بیٹے کا بیاہ کرنا ہے تو خواہ پاس کچھ نہ ہو قرض لے کر رسوم پوری کرنی ہوتی ہیں۔ یہ زنجیر ہوتی ہے جو کافر کو جکڑے رہتی ہے اور وہ اس سے علیحدہ نہیں ہونے پاتا۔“

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 180)

مزید فرماتے ہیں:

”فضول رسمیں قوم کی گردن میں زنجیریں اور طوق ہوتے ہیں جو اُسے ذلّت اور ادبار کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔“

(خطباتِ محمود جلد سوم صفحہ 276)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ توحید خالص کو اپنے نفسوں میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی قائم کریں اور شرک کی سب کھڑکیوں کو بند کر دیں۔ توحید کے قیام میں ایک بڑی روک بدعت اور رسم ہے یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر بدعت اور ہر بدرسم شرک کی ایک راہ ہے اور کوئی شخص جو توحیدِ خالص پر قائم ہونا چاہے وہ توحیدِ خالص پر قائم نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمام بدعتوں اور بدرسوم کو مٹا نہ دے... اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جون 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:
”ناجائز رسمیں بظاہر معصوم بھی ہوں تو نہ کریں کیونکہ وہ معاشرہ کو بوجھل بنادیں گی اور مصیبتوں میں مبتلا کر دیں گی۔ لیکن اسلام نے جس حد تک جائز خوشی کا اظہار رکھا ہوا ہے اس میں منع نہیں کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں کی بچیاں دف بجا رہی تھیں جو ڈھولک ہی کی ایک قسم ہے اور گیت گا رہی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا بلکہ پسند فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرد بھی تھے انہوں نے بھی سنا۔“

(مجلسِ عرفان شائع شدہ لجنہ اماء اللہ کراچی صفحہ 134-135)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
”ہمیشہ اپنے مدّ نظر یہ بات رکھنی چاہئے کہ کون سا عمل صالح ہے اور کونسا غیر صالح ہے۔ بعض بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً خوشیاں ہیں۔ یہ دیکھنے والی بات ہے کہ خوشیاں منانے کے لئے ہماری کیا حدود ہیں اور غموں میں ہماری کیا حدود ہیں۔ خوشی اور غمی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور دونوں چیزیں ایسی ہیں جن میں کچھ حدود اور قیود ہیں...خوشیوں کے موقعوں پر بھی زمانے کے زیر اثر طرح طرح کی بدعات اور لغویات راہ پا گئی ہیں اور غموں کے موقع پر بھی طرح طرح کی بدعات اور رسومات نے لے لی ہے۔ لیکن ایک احمدی کو ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے... ہر عمل اِس لئے ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدود قائم کی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے ہر کام کرنا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 2010ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام شرائطِ بیعت میں شرطِ ششم میں فرماتے ہیں۔
”یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآنِ شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔“

سامعین! اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ جب مخلصین نے بیعت کے بعد بدعات و رسومات کے طوق گلے سے اُتار دیئے اور دنیا کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس وقت صرف ایک مثال بیان کرتا ہوں۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کی والدہ (حضرت حسین بی بی رضی اللہ عنہا) کو شرک سے نفرت تھی۔ آپ کے بچے اکثر وفات پا جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کا ایک بچہ بیمار ہوا۔ بچے کا علاج کیا گیا۔ ایک عورت نے تعویذ بچے کے گلے میں ڈالنا چاہا۔ لیکن بچے کی والدہ نے تعویذ چھین کر آگ میں پھینک دیا اور کہا کہ میرا بھروسہ اپنے خالق و مالک پر ہے۔ مَیں ان تعویذوں کو کوئی وقعت نہیں دوں گی۔ بچہ دو ماہ کا ہوا تو وہی جے دیوی ملنے کے لئے دوبارہ آئی اور بچے کو پیار کیا اور آپ سے کچھ کپڑے وغیرہ اس رنگ میں طلب کئے گویا یہ چیزیں بچے پر سے بلا ٹالنے کے لئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ تم ایک مسکین بیوہ عورت ہو۔ اگر تم صدقہ یا خیرات کے طور پر کچھ طلب کرو تو مَیں خوشی سے اپنی توفیق کے مطابق تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مَیں چڑیلوں اور ڈائنوں کی ماننے والی نہیں۔ مَیں صرف اللہ تعالیٰ کو موت اور حیات کا مالک مانتی ہوں اور کسی اور کا ان معاملات میں کوئی اختیار تسلیم نہیں کرتی۔ ایسی باتوں کو مَیں شرک سمجھتی ہوں اور ان سے نفرت کرتی ہوں اس لئے اس بنا پر مَیں تمہیں کچھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جے دیوی نے جواب میں کہا کہ اچھا تم سوچ لو اگر بچے کی زندگی چاہتی ہو تو میرا سوال تمہیں پورا ہی کرنا پڑے گا۔ چند دن کے بعد آپ بچہ کو غسل دے رہی تھیں کہ پھر جے دیوی آ گئی اور بچے کی طرف اشارہ کرکے دریافت کیا: اچھا! یہی سا ہی راجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا: ”ہاں یہی ہے“۔ جے دیوی نے پھر وہی اشیاء طلب کیں۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے موقع پر دیا تھا۔ اس پر جے دیوی نے کچھ برہم ہو کر کہا: ”اچھا! اگر بچے کو زندہ لے کر گھر لوٹیں تو سمجھ لینا کہ مَیں جھوٹ کہتی تھی“۔ آپ نے جواب دیا: ”جیسے خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا“۔ ابھی جے دیوی مکان کی ڈیوڑھی تک بھی نہ پہنچی ہوگی کہ غسل کے دوران ہی بچہ کو خون کی قے ہوئی اور خون ہی کی اجابت ہوگئی۔ چند منٹوں میں بچے کی حالت غیر ہوگئی اور چند گھنٹوں کے بعد وہ فوت ہوگیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی یا اللہ! تُو نے ہی دیا تھا اور تُو نے ہی لے لیا۔ مَیں تیری رضا پر شاکر ہوں۔ اب تُو ہی مجھے صبر عطا کر۔

(اصحاب احمد جلد 11 صفحہ 15-16)

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خانؓ کی ولادت سے قبل آپ کے پانچ بچے فوت ہو چکے تھے۔ان میں سے ہر ایک بچہ کی وفات ان کی والدہ کے لئے ایک امتحان بن گئی۔لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر موقعہ پر ثابت قدم رہیں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں انعامات سے نوازا اور حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خانؓ جیسا بیٹا دیا جنہوں نے لمبی عمر پائی اور دنیا میں ایک نام پیدا کیا۔

سامعین! ہمیں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے حصار میں داخل ہونے کے بعد اور بدعات و بدرسومات کے طوق گلے سے اُتار کر بہت سے گناہوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہیں۔وہ لوگ جو احمدیت یعنی عافیت کے حصار سے باہر ہیں جب ہم ان کی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو عجیب سی کیفیت ہوتی ہے۔انہوں نے پیر پرستی، قبر پرستی، تعویذ گنڈا وغیرہ اور اسی طرح مختلف بدعات و بدرسومات کے طوق گلوں میں ڈالے ہوئے ہیں۔

اے کاروانِ احمدیت کے مسافرو! اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہلِ حق کا گروہ تم ہی ہو۔

خدا کرے ہم بدرسومات کے خلاف پورے طور پر جہاد کر کے ایک پاک اور صاف معاشرہ قائم کریں، تاکہ دنیا امن اور سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(بتعاون: مکرم حافظ عبد الحمید صاحب)